پند بے سود

نظم

جلسۂ انجمن امداد باہمی محدود محکمۂ نظم جمعیت صرف خاص مبارک

منعقدہ

۲۵ ربیع المنور ۱۳۴۸ھ م ۲۵ مہر ۱۳۳۸ف روز شنبہ

تقریب

حضرت صفیؔ اورنگ آبادی (حیدرآبادی) کسی رسمی تعریف و توصیف کے محتاج نہیں یہ اپنے تغزل کی بدولت کافی شہرت حاصل کر چکے ہیں اِس کے ثبوت میں آپ کا وہ رنگین اور پُراثر کلام ہی جو آج عوام سے لے کر خواص تک کی زبان پر ہی۔ بزم سرود ہو یا محفل سماع، کوئی اِس سے خالی نہیں، لیکن اب آپ کی شاعری قومیات و اخلاقیات میں جذب ہو رہی ہی!

مُلک و قوم کو آپ کے اُستاد حضرت کیفیؔ حیدرآبادی رح کی گرما گرم مجالس قومی میں ایک خاص اسپرٹ پیدا کرنے والی شاعری کے فقدان کا جو افسوس تھا" شاید وہ اِس نظم کے پڑھنے کے بعد باقی نہیں رہے گا" اور بے ساختہ یہ کہنے پر مجبور ہوں گے:

ع :- "شکر صد شکر کہ شاگرد باستاد رسید"

فیضانِ سخن کسی خاص شخص کا حصہ نہیں، ہر دماغ اِس سے استفادہ کر سکتا ہی!

مگر یہ یاد رہے کہ ہر منظوم میں شعریت نہیں ہوتی! یہ "منصب جلیل" کچھ اور ہی رتبہ رکھتا ہے، ماوشما کے نصیب میں نہیں!

نظم پڑھیے اور اعجازِ سخن کے مزے لیجیے! مضمون کی روانی، زبان و بیان، اثر و تاثیر، بال باندھے غلام ہیں! موضوع خشک ہے، قوافی محدود ہیں، مثنوی کی بحر اور بحر اپنی خصوصیات پر حاوی ہے، یہ شاعری نہیں! معجز بیانیاں ہیں!! اور پھر اس پر یہ عجز نفس

"یہ ہے تلوار، لیکن زنگ خوردہ — یہ ہے آئینہ، لیکن گرد آلود
نہ عبرت، اِس عبارت سے ہے ظاہر — نہ لذّت، اِس حکایت میں ہے موجود"

؟

ہمارے ہم انجمنوں کے لیے پیوستہ سالانہ رپورٹ کلع: "یہ گویا اک طرح کا ہے خلاصہ" اور پھر منظوم ہے، پُر اثر ہے۔ اِس لیے یقین ہے کہ اِس کو پڑھیں گے اور بار بار پڑھیں گے! ملک کے ادبی مذاق اور زندگی رکھنے والوں سے توقع ہے کہ اِس کو دیکھیں گے اور خوش ہو ہو کے دیکھیں گے کہ ہمیں بھی ایک ایسا شاعر مل گیا ہے!

ایک خشک موضوع پر ایسی نظم ہے، ع: میں کیا لکھوں خدا کی قسم شاعری ہے یہ!

احمد حسین بیگ
مُعتمد انجمن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اگر ہو پند میں تاثیر مفقود / تو ایسی پند ہوگی "پندِ بے سود"
صداقت میں اثر ہوتا ہے، لیکن / صداقت، اِس زمانے میں ہے محدود
صداقت، وہ نہیں! جو کاغذی ہو! / صداقت، وہ ہے! جس سے خوش ہو معبود!
زباں پر آدمی کی ہو، وہی بات / رہے جو بات، اُس کے دل میں موجود

۲

مگر، ہے شاعری کا رنگ کچھ اور / نِری سچ بھی کبھی ہوتی ہے بے سود
اثر کو فاتحہ پڑھتے ہیں شاعر / صداقت سے تو چلتا بھی نہیں عود
صداقت میں ہو تھوڑی شاعری بھی / تو پھر حاصل بھی کچھ ہوتا ہے مقصود
مگر، موضوع بھی ہو کچھ مزے دار / اگر ایسا نہو تو لطف نابود

۳

یہی مشکل مجھے بھی آپڑی ہے / اگر ہے جھوٹ، تو جھوٹا ہے مردود
خدا لگتی کہے! کوئی خدا دوست / بھلا، شاعر کرے، کیا اِس میں افزود؟
یہ قصہ ہے، وہی پارینہ قصہ / جو ہے نظمِ جمعیت ہے محدود

وہی ہی با اسمی امداد منظور — وہی ہم دفتروں کی سعیِ بہبود
یہ ہی اس انجمن کا، تیسرا سال — ابھی تک تو ہوا، ہر کام مسعود
رپوٹ، اس سال جو اس کی چھپی ہی — وہ ہی، گو، ساٹ ہی ورقوں میں محدود
مگر، ان ساٹ ہی ورقوں میں دیکھو! — ہر اک شی ہی، مع اعداد و معدود
قیامِ انجمن کا ذکر، ظاہر — نظامِ انجمن کا حال، موجود
کیے ہیں، تین تختے اس میں شامل — کہ جن میں درج ہی سب حسبِ معہود
حقیقی نفع و نقصان آمد و خرچ — نہیں اپنی طرف سے کچھ بھی افزود
ہر اک صیغے کا بہرِ ماضی و حال — توازن ہی، بطرزِ نیک و مسعود
لکھے ہیں اس میں اسمائے اراکین — جو ہیں اس کام میں ہر طرح خوشنود
مراتب سب ہیں خدمت کے برابر — بکر، مفلوک ہو۔ یا، زید۔ مجدود

۴

مری اک نظم بھی اس میں چھپی ہی — بنا رکھا ہی جس نے مجھ کو محسود
مگر، خوش ہوں کہ میں حاسد نہیں ہوں — ادا ہو، کس زباں سے شکرِ معبود
قلم کاغذ کی، ہی میری لڑائی — نہیں درکار، گولی اور بارود
کروں کیوں، گفت و گو، ترکی بہ ترکی — دعا ہی، دے سمجھ، اَیسوں کو معبود!
وہ، مالک ہی! بنا دے ہمت کو نیت — وہ، خالق ہی! کرے! بود کو بود۔

توہاں! دفتر بھی ہے اِس انجمن کا — نہیں ہے، کام کچھ اُس کا بھی بے سو

وظیفہ پاتے ہیں اک صاحب اُس سے — کہ وہ کرتے ہیں کام۔ آمد ہے محدو

۵

دعا پر ختم ہے یہ سال نامہ — دُعا اُس کی، جو ہے مقبولِ معبو

نظام الملک۔ آصف جاہِ سابع — جسے مدِّنظر ہے سب کی بہبو

دُعا مَیں بھی کروں، ہے فرض میرا — ہر اک سامع سے، ہے "آمیں"، مقصو

الٰہی! از طفیلِ ماہِ میلاد — خداوندا! بحقِ شاہِ مولو

کر! اس کے دشمنوں کو خوار و برباد — دِکھا! شانِ دعائے حضرتِ ہو

۶

یہ، گویا اک طرح کا! ہے خلاصہ — اگرچہ، ہیں مرے اشعار معدو

رپوٹ، اِس کو کہو! یا، سال نامہ — کہ ہے امرود، جام۔ اور جام، امرو

اب، اِس کے آگے آخر کیا کہوں مَیں — سخن کوتاہ، راہِ فکر مسدو

۷

اگر کچھ ہے۔ تو گنجایش ہے اتنی — بس، اپنی رائے کر سکتا ہوں افزو

تو اِس احقر کی ذاتی رائے یہ ہے — کہ، یہ ہے ایک کارِ نیک و مسعو

اسے، ہے باہمی امداد درکار — نہیں ہے، انجمن، کچھ طالبِ جو

نہ شخصی فائدہ، ہے اِس کا مقصد — نہ ذاتی سود مندی اِس کا مقصو

نہ ہو سکتا ہے، اِس میں کچھ کم و بیش — نہ کر سکتے ہیں، اِس میں کچھ عذر بو

کتاب اِس کی نہیں ہے شاخ در شاخ
حساب اِس کا، نہیں ہے سود در سود

یہ خود ہی، آپ اپنی شاہدِ کار
یہ خود ہی، آپ ناقد، آپ منقود

پڑھو! بڑھ کر، ذرا سمجھو بھی اِس کو!
لکھا ہے اِس میں "سب مذموم و محمود"

۸

یہاں تک تو ہوا حال انجمن کا
مگر، ہے شاعری کا لطف مفقود

یہ ہے تلوار! لیکن، زنگ خوردہ
یہ ہے آئینہ! لیکن، گرد آلود

نہ عبرت، اِس عبارت سے ہے ظاہر
نہ لذت، اِس حکایت میں ہے موجود

نہ، یہ حالِ کلیم اللہؑ و فرعون
نہ، یہ ذکرِ خلیل اللہؑ و نمرود

نہ، تعریفِ ضیائے دستِ موسیٰؑ
نہ، توصیفِ ادائے لحنِ داؤدؑ

۹

پھر اِس پر، ایک یہ بھی ہے مصیبت
جو، کر دیتی ہے ہر جذبے کو نابود

اِدھر، ہے عیبِ تکرارِ قوافی
اُدھر، ہیں قافیے معدود و محدود

نہیں معدود و محدود! اس کو مانا!
مگر، سب کب ہیں میرے حسبِ مقصود؟

۱۰

سبب اِک اور اِس سے بھی بڑا ہے
کہ، جس سے بے مزہ ہے میری شُد بود

کہاں ہیں؟ اور کہاں جلسے؟ کہاں نظم؟
کہاں ہیں؟ اور کہاں قرضے؟ کہاں سود؟

میں! اِک شاعر ہوں! اور وہ بھی غزل گو!
مرا رنگِ سخن مخصوص و محدود!

جو میرے رنگ کے اشعار ہوتے
تو، ہوتے اُن میں لاکھوں حُسن موجود

نہ یہ، ہی داستانِ قیس و لیلےٰ
نہ یہ، وصفِ ایاز و مدحِ محمود

لب و دنداں، نہیں ہیں لعل و گوہر
دلِ سوزاں، نہیں ہی مجمرِ عود

یہاں، پروانۂ بے پر، نہیں عشق
تو، ہوگا حسن، پھر کیوں شمعِ بے دود

اشارے میں کہوں، کیا حرفِ مقصد
کنائے میں کروں کیا شرحِ مقصود

خیالِ جدتِ تمہید، بے کار!
کمالِ ندرتِ تشبیہ، بے سود!

11 نہ، میری نظم میں گل ہی نہ بلبل
نہ اس میں، کوئی شاہد ہی، نہ مشہود

مگر، پوچھو! کسی شاعر کے دل سے
کہ، ہو موضوع جس دم خشک و محدود

رہے پیشِ نظر پھر، صاف گوئی
ملیں پھر، قافیے بھی اُس کو معدود

تو، پیش آتی ہی کیسی کیسی مشکل؟
ارادے، کیسے ہو جاتے ہیں نابود؟

12 بہت خونِ جگر کھاتا ہی شاعر!
نہیں کچھ شاعری حلوائے بے دود!

یہ، اک بڑ ہی! اگر اے سننے والو!
اگر اس انجمن سے کچھ ہی مقصود؟

تو، اتنا اور اک احساں ہو اِس پر!
خدا رکھے تمہیں خوش حال و خوشنود!

یہ شستہ شعر، ہیں پڑھنے کے قابل
ہی ان میں، قاری و سامع کی بہبود

نہ دیکھو کچھ، اصفی کی نظم دیکھو!
ہوا کرتا ہی پیارا، اصل سے سود!

خورشید پریس حیدرآباد دکن، یوسف بازار